جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة البقرة

(۵۱)

(گزشتہ سے پیوستہ)

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ. ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. ﴿۲۳۹﴾

(یہ خدا کی شریعت ہے۔ اِس پر قائم رہنا چاہتے ہو تو) اپنی نمازوں کی حفاظت کرو،[۶۲۳] بالخصوص اُس نماز کی جو (دن اور رات کی نمازوں کے) درمیان میں آتی ہے،[۶۲۴] (جب تمھارے لیے اپنی مصروفیتوں سے نکلنا آسان نہیں ہوتا)، اور (سب کچھ چھوڑ کر) اللہ کے حضور میں نہایت ادب کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ پھر اگر خطرے کا موقع ہو تو پیدل یا سواری پر، جس طرح چاہے پڑھ لو۔ لیکن جب امن ہو جائے تو اللہ کو اُسی طریقے[۶۲۵] سے یاد کرو،[۶۲۶] جو اُس نے تمھیں سکھایا ہے، جسے تم نہیں جانتے تھے۔[۶۲۷] ۲۳۸-۲۳۹

[۶۲۳] یعنی ہر طرح کی مشکلات اور پرخطر حالات میں بھی اس کی حفاظت کی جائے۔ اس میں، ظاہر ہے کہ اُن تمام چیزوں کی نگہداشت اور ان کا اہتمام بھی شامل ہے جو نماز کے شرائط و ارکان یا اس کے آداب سے تعلق رکھتی ہیں اور اس طرح کی صورت حال میں لوگ بالعموم ان سے بے پروا ہو جاتے ہیں۔

[۶۲۴] اس سے مراد ہے عصر کی نماز۔ یہ ان حالات کی رعایت سے فرمایا ہے جن میں قرآن نازل ہوا۔ تمدن کی تبدیلی یا حالات کے تغیر سے یہی صورت اگر کسی اور نماز کی ہو جائے تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔

[۶۲۵] یعنی نماز کا وہ طریقہ جو انبیا علیہم السلام کی تعلیم سے انسان نے سیکھا ہے۔ دین ابراہیمی کے پیرو رسول اللہ صلی اللہ

وَالَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَ يَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزۡوَاجِهِمۡ مَّتَاعًا اِلَى الۡحَوۡلِ غَيۡرَ اِخۡرَاجٍ فَاِنۡ خَرَجۡنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِىۡ مَا فَعَلۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ . ﴿۲۴۰﴾

اور[۶۲۸] (ہاں، بیوہ اور مطلقہ کے بارے میں جو ہدایات تمھیں دی گئی ہیں، اُن سے متعلق یہ وضاحت ضروری ہے کہ) تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں، وہ اپنی اُن بیویوں کے لیے سال بھر کے نان و نفقہ کی وصیت کر جائیں اور یہ بھی کہ (اِس عرصے میں) اُنھیں گھر سے نہ نکالا جائے۔[۶۲۹] لیکن وہ خود گھر چھوڑ دیں تو جو کچھ دستور کے مطابق وہ اپنے معاملے میں کریں، اُس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (یہ اللہ کا قانون ہے) اور (جان لو کہ) اللہ زبردست ہے،[۶۳۰] وہ بڑی حکمت والا ہے۔[۶۳۱] ۲۴۰

علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی اس طریقے سے واقف تھے اور ان کے صالحین اس کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح و تجدید فرمائی اور اسے ایک سنت کی حیثیت سے پورے اہتمام کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں جاری کر دیا۔ یہاں امی عربوں کو خاص طور پر توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ذریعے سے اس نوعیت کی جو تعلیم انھیں دی ہے، یہ اس کا ان پر بہت بڑا کرم ہے۔ اس کا جواب ان کی طرف سے یہی زیبا ہے کہ وہ اس کی قدر کریں، بنی اسرائیل کی طرح اس کی ناقدری نہ کریں۔

[۶۲۶] نماز کی اصل حقیقت اللہ کی یاد ہی ہے۔ یہ قرآن نے نہایت خوبی کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

[۶۲۷] سورہ کی تیسری فصل یہاں ختم ہو رہی ہے۔ یہ احکام شریعت کی فصل تھی جسے اللہ تعالیٰ نے نماز کی تاکید پر ختم کیا ہے۔ اس سے جس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے، وہ یہ ہے کہ دین میں جو اہمیت نماز کی ہے، وہ کسی دوسری چیز کی نہیں ہے۔ انسان کے علم و عمل میں دین کی حفاظت اسی سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اسے ضائع کر دیتا ہے تو گویا سارے دین کو ضائع کر دیتا ہے۔

[۶۲۸] یہ دونوں آیتیں خاتمۂ فصل کے ساتھ بطور تتمہ ملحق کر دی گئی ہیں تاکہ سورہ میں ان کے مقام ہی سے واضح ہو جائے کہ اصل احکام کے بعد یہ ان کی وضاحت کے لیے نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ آخر میں 'كذلك يبين الله لكم آيته' کے الفاظ سے اس طرف اشارہ بھی فرما دیا ہے۔

[۶۲۹] اصل الفاظ ہیں: 'وصية لازواجهم متاعاً الى الحول غير اخراج'۔ ان میں 'وصية' فعل محذوف

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ. ﴿٢٤١﴾
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ. ﴿٢٤٢﴾

اور (اِسی طرح یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ) مطلقہ عورتوں کو ہر حال میں دستور کے مطابق کچھ سامانِ زندگی دے کر رخصت کرنا چاہیے۔ یہ حق ہے اُن پر جو خدا سے ڈرنے والے ہوں[٦٣٢]۔ ٢٤١

اللہ اِسی طرح تمھارے لیے اپنی آیتوں کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھنے والے بنو[٦٣٣]۔ ٢٤٢

کا مفعول ہے۔ 'متاعاً' 'وصیۃ' کا مفعول ہے اور 'غیر اخراج' 'لازواجھم' سے حال واقع ہوا ہے۔ اس جملے کی یہی تالیف ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ عام طور پر لوگ اس حکم کو سورۂ نساء میں تقسیم وراثت کی آیات سے منسوخ مانتے ہیں، لیکن صاف واضح ہے کہ عورت کو نان ونفقہ اور سکونت فراہم کرنے کی جو ذمہ داری شوہر پر اس کی زندگی میں عائد ہوتی ہے، یہ اسی کی توسیع ہے۔ عدت کی پابندی وہ شوہر ہی کے لیے قبول کرتی ہے۔ پھر اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے بھی اسے کچھ مہلت لازماً ملنی چاہیے۔ یہ حکم ان مصلحتوں کے پیش نظر دیا گیا ہے۔ تقسیم وراثت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

[٦٣٠] لٰہذا کسی کو اس کے قانون کی خلاف ورزی کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔

[٦٣١] اس لیے ہر شخص کو سمجھنا چاہیے کہ اس نے جو احکام بھی دیے ہیں، ان میں انھی کے مصالح پیش نظر ہیں۔

[٦٣٢] اس سے واضح ہے کہ یہ ایک حق واجب ہے۔ اگر کوئی شخص اسے ادا نہیں کرتا تو تقویٰ اور احسان کی صفات پر مبنی ہونے کی وجہ سے قانون چاہے اس پر گرفت نہ کر سکے، لیکن اللہ کے ہاں وہ یقیناً اس پر ماخوذ ہو گا اور آخرت میں اس کے ایمان واحسان کا وزن اسی کے لحاظ سے متعین کیا جائے گا۔

[٦٣٣] یہ اجمال کے بعد تفصیل اور توضیح کے بعد توضیح مزید کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، استاذ امام اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"... اس سے دین میں غور وفکر اور اس کے فوائد ومصالح اور اس کے اسرار وحکم تک پہنچنے کے لیے ہماری عقل کی تربیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تدریج کو نمایاں کر کے اس حقیقت کی طرف ہماری رہنمائی فرماتا ہے کہ ہم دین میں عقل کو کس طرح استعمال کر سکتے ہیں اور پیش آنے والے حالات ومعاملات میں ان کلیات سے کس طرح جزئیات مستنبط کر سکتے ہیں۔ اسی حقیقت کی طرف 'لعلکم تعقلون' کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں۔" (تدبر قرآن ١/٥٥٧)

[باقی]